



ماہنامہ خدیجہ جرمنی

مدیرہ: سیدہ منورہ سلطانیہ

شمارہ نمبر: 12

ماہ ہجرت 1396 ہجری شمسی، بمطابق دسمبر 2017ء

جلد نمبر 19

زیر نگرانی: صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی: محترمہ عطیہ نورا احمد ہیولیش صاحبہ۔ سیکرٹری اشاعت: محترمہ فوزیہ بشری صاحبہ۔ معاونات: محترمہ صبیحہ محمود صاحبہ، محترمہ محمودہ احمد صاحبہ، محترمہ در شمیم احمد صاحبہ

القرآن الحکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (سُورَةُ التَّوْبَةِ: 128)

ترجمہ:- یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم کو تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حرص (رہتا) ہے۔ مؤمنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

حدیث النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو بھنورے اور پروانے اس میں گرنے لگے وہ آدمی ان پروانوں کو آگ سے ہٹانے لگا گیا تا کہ وہ آگ میں جل نہ مرے۔ ایسا ہی دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے میں تم کو پیچھے سے پکڑتا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکل نکل جاتے ہو۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ بحوالہ حدیثہ الصالحین حدیث 40 صفحہ 159 ایڈیشن 2006ء)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ تو حید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر نبی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گدا ز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولیٰین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مُراد میں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کچی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منورہ ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔“ (حقیقۃ الوبی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119 ایڈیشن 2008ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ”پس یہ مومن کا کام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کہ اس عظیم نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھادیے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے آگاہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔“

جب بھی غیروں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رفق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آجکل اسلام کے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے ہی نہیں اور اس کے لئے کوشش کرنی بھی نہیں چاہتے۔ پس دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔۔۔ اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے تعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہوگا۔۔۔ پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے مقام ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لیے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 126 اکتوبر تا یکم نومبر 2012ء صفحہ 9، 5)

شماثلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت 22)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو کامل نمونہ کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو اس قدر حسین اور دلکش ہے کہ دنیا بھر کی تمام لغات ابھی وہ الفاظ ایجاد نہیں کر سکیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو کا احاطہ کر سکیں۔ اسی لئے اس حبیب کبریا، آقا و مولیٰ، سید و ولد آدم اور وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دلکش اسوہ کو بیان کرنا کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام خوبیاں بھر دیں جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری تھیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

”إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ“ یعنی ”اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔“ (موطا اما مالک باب فی حسن الخلقی صفحہ 364 السنن الکبریٰ مع جواهر النقی کتاب الشہادۃ باب بیان مکارم الاخلاق صفحہ 192/10 بحوالہ حدیثہ الصالحین حدیث 28 صفحہ 51.50 ایڈیشن 2006ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفات و توکل و وفا اور عشق الہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی حیویوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کہ صفات الہی کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔“

(بحوالہ سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 171 ایڈیشن 2008ء) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”لوگوں کو آپ پر (یعنی آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ناقل) حملہ کرنے کی جرأت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں۔ یا اسی لئے کہ وہ سمجھتے ہیں دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے۔“ (تاریخ احمدیت جلد 5 ”خلافتِ ثانیہ کا پندرہواں سال۔“

مؤلفہ دوست محمد شاہ۔ صفحہ 29 30، مطبوعہ 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اکتوبر 2012 میں ارشاد فرمایا: ”دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔“ (بحوالہ خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 594) اس مضمون میں خاکسار نے کوشش کی ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شماثل اور حیات طیبہ کے وہ چند پہلو بیان کئے جائیں جو عام روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن سے علم ہوتا ہے کہ وہ وجود جو سید ولد آدم ہے اس میں کس شان کی سادگی اور انکساری پائی جاتی تھی۔ اور آپ کے معمولات زندگی عام دنیاوی بادشاہوں کے بالکل برعکس تھے۔

حلیہ مبارک: ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے تو فرماتے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی زیادہ لمبے تھے نہ ہی بہت پستہ قد کے تھے کہ اعضاء ایک دوسرے میں پیوست ہوں بلکہ میانہ قد کے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بہت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ کسی قدر خمرد تھے۔ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریبہ تھے اور نہ ہی نحیف الجسم۔ نہ ہی گال پھولے ہوئے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کسی قدر گول تھا۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور کندھے فراخ تھے۔ بدن پر بال نہ تھے (صرف سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ دونوں ہتھیلیاں اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ جب چلتے تو مضبوطی سے پاؤں اٹھا کر چلتے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔

جب (کسی طرف) رخ فرماتے تو پوری طرح فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی دل تھے اور سب لوگوں سے زیادہ سچ بولنے والے تھے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے اور معاشرت میں سب سے زیادہ باوقار تھے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی تعارف کے بغیر دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جان پہچان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دیکھا۔

(شماثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 6 صفحہ 3 باب مَا جَاءَ فِي خَلْقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بُشِّنَ يَوْمَ 2010ء)

سادہ گھریلو زندگی: دونوں جہانوں کے بے تاج بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا اور خوراک و لباس اتنے سادہ تھے کہ اسراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ”میں تو عام مزدور سا آدمی ہوں۔ عام انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی بھی اس پر گواہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھریلو کام کاج میں مدد فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے خود دھو لیتے تھے، گھر میں جھاڑو بھی دے لیا کرتے، خود اونٹ کو باندھتے تھے، اپنے پانی لانے والے جانور اونٹ وغیرہ کو خود چارہ ڈالتے تھے، بکری خود دوہتے، اپنے ذاتی کام خود کر لیتے تھے۔ خادم کے ساتھ اس کی مدد بھی کرتے، اُس کے ساتھ مل کر آٹا بھی گوندھ لیتے، بازار سے اپنا سامان خود اٹھا کر لاتے۔“

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 121، 49، مطبوعہ بیروت اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 29 مشکوٰۃ بحوالہ ”اسوہ انسان کامل“ صفحہ 746، 747 ایڈیشن 2004ء)

روزمرہ کے معمولات: کہتے ہیں کسری شاہ ایران نے اپنے ایام کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ جس دن باد بہار چلے وہ سونے کیلئے مقرر ہوتا تھا، ابر آلود موسم شکار کیلئے مختص تھا، برسات کے دن رنگ و طرب اور شراب کی محفلیں سجتی تھیں اور جب مطلع صاف ہوتا اور دن روشن تو دربار شاہی لگایا جاتا اور عوام و خواص کو اذن باریابی ہوتا۔ ظاہر ہے یہ تو ان اہل دنیا کا حال ہے جو آخرت سے غافل ہیں۔ مگر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں عسریا بئسر اپنے دن کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ دن کا ایک حصہ عبادت الہی کیلئے، ایک حصہ اہل خانہ کیلئے اور ایک حصہ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے مقرر تھا۔ پھر اپنی ذات کیلئے مقرر حصہ میں سے بھی ایک بڑا حصہ نئی نوع انسان کی خدمت میں صرف ہوتا تھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للفاضل عیاض جلد 1 ص 174 دار المکتب العربی بحوالہ ”اسوہ انسان کامل“ صفحہ 3 ایڈیشن 2004ء)

دن کا آغاز: دعویٰ نبوت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ زندگی میں سے 13 سالہ کی دور نزول قرآن، تبلیغی جدوجہد، اسلام قبول کرنے والوں کی

تعلیم و تربیت اور ابتلاء و مصائب کا ایک ہنگامی دور تھا۔ اس کے معمولات کی تفصیلات اس طرح نہیں ملتیں جس طرح دس سالہ مدنی دور کے معمولات روز و شب کی تفصیل احادیث میں ملتی ہیں اور جن سے کسی دور کا ایک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ احادیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اپنی مصروفیات کا آغاز نماز تہجد سے فرماتے تھے۔ نماز سے قبل وضو کرتے ہوئے مسواک استعمال فرماتے اور منہ اچھی طرح صاف کرتے۔ نہایت خوبصورت اور لمبی نماز تہجد ادا کرتے جس میں قرآن شریف کی لمبی تلاوت کرتے، اتنی کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے سے پاؤں پر روم ہو جاتے۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر لیٹ جاتے۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی جاگ رہا ہوتا تو اس سے بات کر لیتے ورنہ آرام فرماتے۔ پھر جو نبی نماز کے لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز کان میں پڑتی فوراً نہایت مستعدی سے اٹھتے اور دو مختصر رکعت سنت ادا کر کے نماز فجر پڑھانے مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے۔ کبھی نماز تہجد بیماری وغیرہ کے باعث رہ جاتی تو دن کے وقت نوافل ادا کرتے۔ (بخاری کتاب التہجد بحوالہ ”اسوہ انسان کامل“ صفحہ 14 ایڈیشن 2004ء)

سادگی و قناعت: حج کے دوران اپنے لئے کوئی امتیازی سلوک پسند نہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منی میں آرام کی خاطر الگ خیمہ لگانے کی خواہش کی گئی تو فرمایا کہ منی میں جو پہلے پہنچ جائے پڑاؤ کا پہلا حق اسی کا ہے۔ (ابن ماجہ کتاب المناسک باب النزول بمسئ 2998 بحوالہ ”اسوہ انسان کامل“ صفحہ 177 ایڈیشن 2004ء) ثابت کہتے ہیں کہ ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکڑی کا ایک موٹا پیالہ نکال کر دکھایا جس پر لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے۔ جس کا دستہ لوہے کا تھا اور کہا: اے ثابت! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالہ میں تمام مشروبات، پانی اور نیبذ (پھول کا شربت) اور شہد اور دودھ پلایا ہے۔

(شماثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 188، 189، باب مَا جَاءَ فِي فَتْحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْحَةَ 74 ایڈیشن 2010ء) شاہ دو عالم کا دسترخوان: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہجرت مدینہ کے بعد ابتدائی زمانہ میں تو خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراک اور غذا بہت سادہ تھی۔ بہت قناعت سے گزارا ہوتا تھا۔ دو ماہ گزر جاتے اور چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اُم المؤمنین! آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ کھاتے کیا تھے؟ فرمائیے کہ کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا یا پھر دودھ پر کہ بعض صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی جانور کچھ عرصہ کے لئے عاریتاً دے دیتے تھے

تا کہ اس کا دودھ استعمال کر سکیں۔

(بخاری، کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 771 ایڈیشن 2004ء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اپنے گھر میں کبھی کھانا خود سے نہیں مانگتے تھے نہ ہی اس کی خواہش کرتے تھے۔ اگر گھر والے کھانا دے دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے اور جو کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی قبول فرما لیتے۔

(ابن ماجہ کتاب الاقتصاد فی الاکل و الاکراهة الشبع (3340 بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 772 ایڈیشن 2004ء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ گھر کا کام کاج کرنے والی ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آٹا چھان کر روٹی بنائی۔ پوچھا کیا؟ انہوں نے وضاحت کی کہ ہمارے ملک حبشہ میں چھنے ہوئے آٹے کی ایسی روٹی بنائی جاتی ہے جو میں نے خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی ہے۔ فرمایا چھان کو آٹے میں ملا کر گوندھو اور اس کی روٹی بنایا کرو۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الحوازی بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 772 ایڈیشن 2004ء)

سبحان اللہ، کیا خوبصورت ہدایت ہے! آج سائنس نے بھی اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ چھان ملا آٹا ہی صحت کے لئے بہتر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک درزی نے کھانے کے لئے جو اس نے تیار کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے اطراف سے کدو چُن چُن کرتا اور فرما رہے ہیں۔

پس اُس دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔" (شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 155 باب مَا جَاءَ فِيهِ صِفَةُ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْحَةَ 162 ایڈیشن 2010ء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔"

(شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 156 باب مَا جَاءَ فِيهِ صِفَةُ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْحَةَ 162 ایڈیشن 2010ء)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی تازہ کھجور کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔"

(باب مَا جَاءَ فِيهِ صِفَةُ فَاقِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ 190 شَمَائِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْحَةَ 175 ایڈیشن 2010ء)

شاہ دو عالم کا لباس فاخرہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراخی اور بادشاہی کا زمانہ بھی دیکھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی میں کوئی تغیر نہ آیا۔ کوئی بارگاہ نہیں بنوائی۔ کوئی شاہانہ لباس تیار نہ کروایا۔ اور اسی حال میں خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو کھدر کی موٹی چادر اور تہ بند نکال کر دکھائی اور بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات یہ کپڑے پہن رکھے تھے۔

(بخاری کتاب اللباس باب الکسبۃ بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 770 ایڈیشن 2004ء)

شاہ دو عالم کا بستر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لئے علیحدگی اختیار فرمائی اور بالا خانے میں قیام فرمایا تو میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خالی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی چادر یا گد بلا وغیرہ نہیں اور چٹائی کے اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر بدھیاں پڑ چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تکیے سے سہارا لئے ہوئے تھے جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے تھے۔ کمرے کے باقی ماحول پر نظر کی تو خدا کی قسم! وہاں چمڑے کی تین خشک کھالوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دعا کریں اللہ آپ کی اُمت کو فراخی عطا کرے، ایرانیوں اور رومیوں کو دنیا کی کتنی فراخی عطا کی ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا "اے عمر! تم بھی ان خیالوں میں ہو۔ ان لوگوں کو عمدہ چیزیں اسی دنیا میں پہلے عطا کر دی گئی ہیں۔ مومنوں کو آئندہ ملیں گی۔" (بخاری کتاب التفسیر سورۃ تحریم باب تبغی مرضاة ازواجک 4532 بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 770، 771 ایڈیشن 2004ء)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور کہتے اے میرے رب! مجھے اُس دن اپنے عذاب سے بچانا جب تُو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے جس دن تُو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔

(باب مَا جَاءَ فِيهِ صِفَةُ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ 244 شَمَائِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْحَةَ 05 ایڈیشن 2010ء)

بادشاہ خادم کے روپ میں: ایک دفعہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک جگہ پر پڑاؤ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب صحابہ میں کام تقسیم کئے جائیں۔ تعبیل ارشاد ہوئی۔ خیمہ لگانے، کھانا پکانے، پانی لانے وغیرہ کے سب کام تقسیم ہو چکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ذمہ کیا

کام ہے؟ صحابہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں بھی کام کروں گا۔ پھر خود ہی فرمایا آگ جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے کا کام ابھی تک کسی کے سپرد نہیں ہوا۔ میں یہ کام اپنے ذمہ لیتا ہوں (میں لکڑیاں جمع کروں گا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقصد کے لئے جنگل میں چلے گئے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب التواضع بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 748 ایڈیشن 2004ء)

خوش مزاجی شخصیت کا خاصہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہمیشہ خوش اور ہنستے مسکراتے وقت گزارتے تھے۔

(شرح المواہب اللدنیہ لبرقانی جلد 4 ص 253 بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 811 ایڈیشن 2004ء)

بے تکلفی کا اظہار: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں سے بھی بے تکلفی کا معاملہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایرانی ہمسائے نے دعوت پر بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تکلف فرمایا کہ کیا میری اہلیہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ساتھ دعوت ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر میں بھی نہیں آتا۔" دو تین دفعہ کے تکرار کے بعد ایرانی نے آخر کہا کہ ٹھیک ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آجائیں۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش خوش اس کے گھر کی طرف چلے۔

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 123 مطبوعہ بیروت بحوالہ "اسوہ انسان کامل" صفحہ 776 ایڈیشن 2004ء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوروں سے کمال شفقت اور احسان کا سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ وہ معاشرہ جہاں غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اس میں غلامی کا طوق اس قدر ظالمانہ تھا کہ جو غلام بنا لیا گیا موت ہی اس کو اس ذلت اور تکلیف دہ زندگی سے نجات دلا سکتی تھی۔ ایسے میں الہی پیشگوئیوں کے عین مطابق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اور باطنی حسن سے سب اندھیرے کا نور ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آقا کے برابر لا کھڑا کیا اور انہیں اخوت کے مقدس رشتہ میں باندھ دیا۔ عرب لوگ غلاموں کو جانوروں کی طرح مارتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے سختی سے منع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "۔۔۔ غلام تمہارے بھائی ہیں وہ تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری نگرانی میں دیا۔ جس

شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلانے جو خود کھاتا ہے۔ وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اپنے غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اگر تم کوئی مشکل کام ان کے سپرد کرو تو اس کام میں خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ اور ان کی مدد کرو۔"

(مسلم کتاب الایمان باب اطعام المملوک مما یاکل ولباسه مما یلبس بحوالہ حدیثہ الصالحین صفحہ 689 حدیث 724 ایڈیشن 2006ء)

چنانچہ شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مال اور اپنے غلام پیش کئے تو سرکارِ دو عالم نے سب سے پہلا کام یہ فرمایا کہ سارے غلاموں کو بلایا اور سب کو آزاد کر دیا ان غلاموں میں سے ایک حضرت زید بھی تھے جو ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نہایت زبرد اور ہوشیار تھے چنانچہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا اور جب آپ کے والد اور چچا آپ کو اپنے ہمراہ لے جانے آئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے وطن اور اپنے خونی رشتوں سے بڑھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رہنا پسند کیا۔

(ماخوذ از "نبیوں کا سردار" حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ صفحہ 13 تا 14 ایڈیشن 2013ء مطبوعہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

یہ اس محبت اور شفقت کا نتیجہ تھا جس کی عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہتی دنیا کے لئے انسانیت اور رحمت کی بہترین مثال قائم کی۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلاموں سے پدرانہ شفقت کی ایک مثال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ آپ کا بیان ہے۔ "دس سال تک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا مگر اس طویل عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اُف تک نہ کہی۔ نہ یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا ہے اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ بلکہ میرے آقا میرے ساتھ کام میں برابر شریک ہوتے اور مجھ سے کوئی ایسا کام نہ لیتے جو میں کر نہیں سکتا تھا۔ میرے ساتھ خود کام کرتے۔

اگر مجھ سے کوئی کام خراب بھی ہو جاتا تو کبھی غصہ نہ فرماتے اور نہ ہی نفرت سے دیکھتے۔ اور نہ بُرا بھلا کہتے بلکہ مجھے تسلی بخشی سے سمجھا دیتے، سخت کلامی سے پیش نہ آتے۔" (بحوالہ۔ حضرت رسول کریم اور بچے صفحہ 30 مطبوعہ از امت الہادی رشید الدین محمد اماء اللہ کراچی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اخلاقِ فاضلہ کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں ایسا نوکھا کام کیا جس کی تعریف میں غیر مسلم بھی اپنے قلم زد روک سکے۔

مشہور اطالوی مستشرق پروفیسر ڈاکٹر وگلیری نے لکھا ہے: "غلامی کا رواج اسی وقت سے موجود ہے جب (بقیہ صفحہ 4 پر)

دل سے شکریہ ادا کیا گیا اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں شام کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی متفرق موضوعات زیر گفتگو رہے۔ آخر میں مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے تعارفی لٹریچر اور پمفلٹ پر مشتمل تیار کئے گئے تھیلے تحفہ پیش کئے گئے۔

اپنے تاثرات میں مہمان خواتین نے اس پیس سمپوزیم کے انعقاد کو سراہا۔ مہمان خواتین میں سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے Die Linke سیاسی پارٹی کے رکن محترمہ Janine Wissler نے کہا کہ "امن" کے موضوع کا انتخاب اور آج کی خوبصورت شام انہیں بہت پسند آئی۔ محترمہ پادری Susanna Faust-Kallenberg نے کہا کہ دوستانہ ماحول، مہمان نوازی اور امن کے قیام کے لئے کاوشیں قابل تعریف ہیں اور وہ بہت متاثر ہوئی ہیں۔

اس موقع پر اسلام کے متفرق موضوعات پر ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جو مہمانوں نے دلچسپی سے دیکھی۔ شعبہ اشاعت اور شعبہ تبلیغ کی طرف سے جماعتی کتب مہمانوں کے لئے دو میزوں پر رکھی گئی تھیں۔ شعبہ تبلیغ کی طرف سے چند ممبرات مہمانوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کاوشوں کو بار آور کرے اور ہمیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(اس رپورٹ کی تیاری میں سیکرٹری صاحبہ تبلیغ لجنہ اماء اللہ جرمنی، مکرمہ ماریہ زہیرہ صاحبہ نے معاونت کی ہے۔) (ترجمہ و تلخیص: لبنی عاقب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم رپورٹ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں



دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسلامی نقطہ نظر سے حقیقی امن صرف اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے اور تمام افراد اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے سمجھیں۔ انسانیت کو خالق کی طرف بلانا اور مخلوق کی خدمت ہر مسلمان کی دو بنیادی ذمہ داریاں ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک ماں اہم کردار ادا کر سکتی ہے، اسلام نے ماں کو اعلیٰ مقام دیا ہے کیونکہ وہ اولاد کی صحیح تربیت کر کے مستقبل کے لئے اچھا معاشرہ قائم کر سکتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اور بہت اہم کام ہے۔

مکرمہ صدر صاحبہ موصوفہ نے بتایا کہ ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طویل عرصے سے تیسری عالمی جنگ کے پھیلنے کے بارے میں خبردار کیا ہے اور حکومتوں کو انصاف سے عمل کرنے کے لئے زور دیتے ہیں۔ اس پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا۔ اور آنے والے تمام مہمانوں کا تہہ

(بقیہ از صفحہ 3)

انسانی معاشرے نے جنم لیا اور اب تک بھی باقی ہے۔ مسلمان خانہ بدوش ہوں یا متمدن ان کے اندر غلاموں کی حالت دوسرے لوگوں سے بدرجہا بہتر پائی جاتی ہے۔ یہ نا انصافی ہوگی کہ مشرقی ملکوں میں غلامی کا مقابلہ امریکہ میں آج سے ایک سو سال پہلے کی غلامی سے کیا جائے۔ حدیث نبویؐ کے اندر کس قدر انسانی ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ مت کہو کہ وہ میرا غلام ہے بلکہ یہ کہو کہ وہ میرا لڑکا ہے اور یہ نہ کہو کہ وہ میری لونڈی ہے بلکہ یہ کہو کہ وہ میری لڑکی ہے۔“

اگر تاریخی لحاظ سے ان واقعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب میں بھی عظیم الشان اصلاحیں کی ہیں۔ اسلام سے پہلے قرضہ

گزشتہ سہ ماہی میں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش ہے۔

بیعتوں کا حصول

اس سہ ماہی میں لجنہ ممبرات کی مجموعی کاوشوں سے 29 بیعتوں کے پھل عطا ہوئے۔ الحمد للہ۔

فعال داعیات الی اللہ کی تعداد:

اس سہ ماہی میں جرمنی بھر میں فعال داعیات الی اللہ کی تعداد: 1607

فلائرز/ پمفلٹ کی تقسیم کا دن

نیشنل شعبہ تبلیغ کے تحت مؤرخہ یکم اگست 2017 کو فلائرز پمفلٹ کی تقسیم کا دن منایا گیا۔ دن کا آغاز نماز تہجد، خصوصی دعاؤں اور صدقات کی ادائیگی سے ہوا۔ لجنہ ممبرات و ناصرات نے اس دن فلائرز کی تقسیم میں بھرپور طریق سے حصہ لیا اور ذاتی رابطوں میں فلائرز تقسیم کئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دن جرمنی بھر میں 10.415 فلائرز اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ الحمد للہ



Linke (left wing party) سے تعلق رکھنے والی صوبائی اسمبلی کی ممبر نے امن کے قیام کے لئے ہتھیاروں کی برآمد روکنے پر زور دیا۔ محترمہ Chasan Leah Frey Rabine (یہودی پادری) نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ ہر انسان میں دنیا کو بہتر بنانے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، وہ اس صورت میں جب وہ اس کا آغاز خود کو بہتر بنا کر کرتا ہے، اس کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور اپنے اچھے رویے سے اس کا اظہار بھی کرتا ہے۔

Susanna Faust-Kallenberg (یہودی پادری صاحبہ) نے اپنے خیالات کا کرتے ہوئے کہا کہ بحیثیت ماں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ تنازعات کو سلجھانے کے لئے پُر امن حل کی تعلیم دیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ غیر لوگوں اور دشمن سے محبت بھی ایسی قدر ہے جس کا عیسائیت میں اہم کردار ہے۔

صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی، مکرمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ کی زیر صدارت کارروائی کا آغاز قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیات 9 تا 10 کی تلاوت سے ہوا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ تبلیغ لجنہ اماء اللہ جرمنی مکرمہ ماریہ زہیرہ صاحبہ نے تنظیم لجنہ اماء اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔

بعد ازاں معزز مہمان خواتین میں سے محترمہ Ulrike Nissen (سیاسی پارٹی SPD اور قومی اسمبلی کی

رپورٹ پہلا پیس سمپوزیم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ تبلیغ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے زیر اہتمام مؤرخہ 16 ستمبر 2017 بمقام فرینکلرٹ پہلے پیس سمپوزیم کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی (سیاستدان، متفرق مذاہب کی نمائندگان، اساتذہ، ہمسائے) سے تعلق رکھنے والی 37 غیر از جماعت مہمان خواتین نے شرکت کی۔ کل حاضری تقریباً 107 رہی۔ الحمد للہ

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی مکرمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ کی زیر صدارت کارروائی کا آغاز قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیات 9 تا 10 کی تلاوت سے ہوا۔ مکرمہ صدر صاحبہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ تبلیغ لجنہ اماء اللہ جرمنی مکرمہ ماریہ زہیرہ صاحبہ نے تنظیم لجنہ اماء اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔

بعد ازاں معزز مہمان خواتین میں سے محترمہ Ulrike Nissen (سیاسی پارٹی SPD اور قومی اسمبلی کی

نہ ادا ہونے کی صورت میں بھی ایک آزاد آدمی کی آزادی کے چھن جانے کا امکان تھا لیکن اسلام کے آنے کے بعد کوئی مسلمان کسی دوسرے آزاد مسلمان کو غلام نہیں بنا سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلامی کو محدود ہی نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں اوامر و نواہی جاری کئے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قدم بڑھاتے رہیں حتیٰ کہ وہ وقت آجائے جب رفتہ رفتہ تمام غلام آزاد ہو جائیں۔“

(اسلام پر نظر صفحہ 41 An Interpretation Of Islam)

بجوالہ "سورۃ انسان کامل" صفحہ 485 مطبوعہ 2011ء،

محمد ہی نام اور محمد ہی کام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

